ڈاکٹر محمد اعزاز الحسن شاہ
ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی پنجاب

قلمی شرح بے مثال قصیدہ بُردہ و "تعلیق بر آن"

قصیدہ بردہ ایک مشہور عربی نظم ہیں عربی مدحیہ قصیدہ ہے۔ جس کو بوصیری ؒ نے نظم کیا تھا، قصیدہ کا اصلی نام الکواکبُ الدّریّہ فی مدح خیر البریّہ ہے، عرف عام میں بردہ کے نام سے مشہور اور متداول ہے بوصیری کا اصلی نام "محمد" کنیت ابو عبداللہ لقب شرف الدین ہے، ان کا پورا نسب اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ "محمد بن سعید بن محسن بن عبداللہ الصنہاجی الدلاصی البوصیری"[1] بوصیر BOUSIR مصر کا ایک گاؤں ہے۔ ان کے والد وہاں رہائش پذیر تھے۔ اور ان کی والدہ وہ دلاص میں سکونت پذیر تھیں۔ ان کی ولادت۔ دلاص میں شوال ۶۰۸ھ میں ہوئی۔ پرورش بوصیر میں اور وفات اسکندریہ ۶۹۴ھ میں ہوئی آپ کا شمار صوفیاء اہل طرق سے کیا جاتا ہے[2] اس کے ساتھ آپ ایک قادر الکلام شاعر تھے، آپ شاعرانہ خصوصیات میں جاہلی شعراء کے ہم پلہ نظر آتے ہیں۔ اگر بوصیری ؒ اس دور سے ہوتے تو آپ کا یہ قصیدہ مُعلّقہ کا درجہ پاتا، اس لیے کہ آپ کے قصیدہ کو جو شہرت دوام نصیب ہوئی یہ شاید و باید کسی دوسری عربی نظم کو ملی ہو، اور یہی وہ قدر مشترک ہے جس بناء پر بُردہ بوصیری ؒ کو معلقہ / مذہّب یا مسمّوط کہنا مناسب ہے۔ بوصیری ؒ حلیہ کے اعتبار سے نہایت خوبصورت حسین و جمیل اور فصاحت و بلاغت میں بے مثال شخصیت کے مالک تھے[3] آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور مدح میں کئی ایک قصائد کہے ان میں قصیدہ مضریّہ، قصیدہ بانت سعاد کے وزن پر، قصیدہ محمدیہ، قصیدہ بردہ۔ اور قصیدہ ہمزیہ زیادہ مشہور ہیں[4]۔

---

[1] خیر الدین الزرکلی۔ الاعلام ج ۷ ـ ۸ ص ۱۱۔ عمر رضا کحالہ۔ معجم المؤلفین ج ۱۰ ص ۲۸
[2] المعلم بطرس بستانی۔ دائرہ معارف ج ۵ ص ۳۱۱، ابن العماد۔ شذرات الذہب ج ۵ ص ۴۳۲
[3] قلمی شرح بے مثال قصیدہ بُردہ ص ۲۔
[4] ابو البرکات۔ عبدالمالک خان شرح قصیدہ بُردہ ص ۱۳ ـ ۱۲۔

قصیدہ بُردہ کی آج تک بہت سی شروح لکھی گئی ہیں تاریخی اعتبار سے اوّلین شرح ابوشامہ عبدالرحمٰن الدمشقی (۵۹۶ھ/۱۱۹۹م تا ۶۶۵ھ/۱۲۶۶م) کی ہے۔ جس کے نسخے پیرس (کتاب خانہ ملی عدد ۱۶۲۰ اور میونخ عدد ۵۴۷ میں موجود ہیں، اور اسی طرح شرح ابن مرزوق التلمسانی (م ۸۴۲ھ/۱۴۳۸-۱۴۳۹م) جس کو Dozy نے عظیم و پرجلال قرار دیا ہے اور اسی طرح شرح خالد الازہری (م ۹۰۵ھ - ۱۴۹۹-۱۵۰۰م) جو کئی بار چھپ چکی ہے[۵]

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کئی شروح کی طرف اشارہ کیا ہے مثلاً شرح عبداللہ بن یعقوب انصاری، شرح ابن ہشام النحوی، شرح خالد بن عبداللہ الازہری، شرح شہاب الدین القسطلانی شارح البخاری مشہور شروح ہیں[۶] عربی کے علاوہ فارسی، ترکی، بربری، اردو، پنجابی، پشتو اور دیگر زبانوں میں اس کی بے شمار شروح لکھی گئی، ایک محتاط اندازے کے مطابق ان شروح کی تعداد ۹۰ سے زیادہ ہے[۷]

پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ عربی کے صدر جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کی زیر نگرانی چھپنے والے مجلہ المجمع العربی الباکستانی میں شعبہ ہذا کے استاد جناب ڈاکٹر ملک خالقداد خان صاحب کا ایک مضمون بعنوان "الاخوان الجنابیان وشرحاھما لبردہ البوصیریؒ" حال ہی میں شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے "جمال بن نصیر اور جلال بن نصیر" جن کا شمار جید علماء سے ہوتا ہے، ان کی بردہ بوصیریؒ کی شروح پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اور جمال بن نصیر کی قلمی شرح کی انہوں نے تحقیق بھی کی ہے۔ اس مضمون میں انہوں نے اسلامیہ کالج پشاور کے کتب خانہ میں بعض دیگر شروح کا بھی ذکر کیا ہے۔[۸]

ان تمام شروح کے ساتھ ساتھ ایک قلمی شرح کا ذکر انتہائی اہم اور ضروری ہے جو آج تک منظر عام پر آنے کی منتظر ہے، اور جو اپنے اندر ایک بیش علمی خزینہ چھپائے کسی محقق کی راہ تک رہی ہے، اس کا نام "شرح بے مثال قصیدہ بردہ" ہے یہ شرح ۱۷ ذی الحج ۱۲۹۶ھ میں مرتب کی گئی تھی، جس کا شارحؒ کب کا راہی ملک بقا ہو چکا ہے، رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

اس شرح کا قلمی نسخہ جناب حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب ساکن قصبہ واسو ضلع منڈی بہاؤ الدین حال مدرس جامعہ عربیہ چنیوٹ و ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ ضلع جھنگ کے قلمی کتب خانہ "کتب خانہ ابراہیمیہ

---

[۵] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص ۴۷۹ - پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

[۶] حاجی خلیفہ - کشف الظنون ج ۴ ص ۲۲۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

[۷] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص ۴۷۹

[۸] مجلہ المجمع العربی الباکستانی ج ۱ عدد/۲ ص ۴۸۔

واسو" سے دستیاب ہوا۔ اس کتب خانے کے قلمی مواد کی تعداد کثیر ہے جو کہ انتہائی قرینے سے سجے ہوئے ہیں یہ نسخہ اوّل آخر سے بالکل مکمل، ۳۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا خط صاف اور انتہائی خوبصورت، دیکھنے سے ایسا لگتا ہے کہ شاید چھپا ہوا ہے۔ ہر صفحہ ۱۹ سطروں پر اور ہر سطر ۱۰ لفظوں پر مشتمل ہے۔ نسخہ کے اشعار کی تعداد ۶۰/ ہے جو کہ شرح سیاہی سے مُعَرّب ہیں، نسخہ کا آغاز درج ذیل عبارت سے ہوتا ہے۔

"بعد از حمد خداوند لم یزل و لایزال کہ کافہ اہل سخن" خطبہ مسنونہ کے بعد ساتویں سطر میں شارح کے نام یوں طور پر درج ہے۔

"این فقیر قلیل البضاعة عدیم الاستطاعة الراجی إلی عفو الملك الكريم۔ عبد الرحيم"

نسخہ کا مقدمہ ابتدائی چار صفحات پر مشتمل ہے۔ بغیر ابواب یا فصول کے اشعار کا ترجمہ مقدمہ کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ ہر شعر کا ترجمہ تشریح ڈیڑھ دو صفحہ سے زائد پر مشتمل ہے۔

شرح کا طریق کار اس طرح ہے۔ کہ پہلے شعر کا فارسی ترجمہ، پھر اس شعر میں آمدہ عربی الفاظ کی لغوی تحقیق بعد ازاں صرفی تحقیق، پھر نکات اور دیگر مناسبات وغیرہ۔

شرح میں شارح نے اپنی فارسی نظم کے قطعات سے کہیں کہیں عبارت کو مزین کیا ہے۔ جب کہ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استشہاد بھی پیش کیا ہے۔ یہ تحقیقی عمل ان کی تبحر علمی پر دال ہے۔ اس تحقیق نے واقعی اس شرح کو "شرح بی مثال" بنا دیا ہے۔

شرح کے ایک دو نمونے:

(۱) أَمْ هَبَّتِ الرِّيحُ مِن تِلقَاءِ كَاظِمَةٍ۔

یہ قصیدہ کے دوسرے شعر کا پہلا مصرع ہے۔ اس میں لفظ "الرّیح" کی شرح ملاحظہ ہو۔ "الریح باد بمعنی رائحة قال الله تعالى حكاية عن يعقوب عليه السلام "إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ"[۹] و مراد از اینجا معنی اوّل است و استعمال ریح بتنکیر در شر است مثل قول اللہ تعالیٰ "بِرِيحٍ صَرْصَرٍ"[۱۰] و معرفہ مستعمل است در خیر مثل "إنی لاجد ریح یوسف" و در اینجا بسبب اضافہ معرفہ است و بعض گفتہ اند کہ استعمال ریح مفرد در شر است و بصیغہ در خیر است و تعریف و تنکیر را اعتبار نمیکنند و میگویند کہ مفرد خواہ نکرہ باشد یا معرفہ البتہ در شر مستعمل است مثل "إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا"[۱۱] و أرسلنا عليهم

---

[۹] یوسف: ۹۴ - [۱۰] الحاقہ: ۶ - [۱۱] القمر: ۱۹

الریح العقیم [۱۲] کہ ریح دریں ہر دو جا مستعمل است در شر با وجودیکہ در ثانی معرفہ است لیکن مشکل پیش شود در آیۂ کریمہ کہ انی لاجد ریح یوسف [۱۴] کہ ریح دریں جا مفرد است و با شما فہ معرفہ گشتہ و با وجود آن مستعمل در خیر است اگر گفتہ شود کہ قاعدہ مذکور مخصوص است و ریح بمعنی رائحہ نیست و در کریمہ ریح بمعنی "رائحہ" نہ بمعنی باد اما باعتبار کلیۂ اخیر شکل پیش شود در بیت مذکور کہ ریح درینجا مفرد واقع شدہ حال آنکہ ریح احتیاً خیر است نہ شر مگر گفتہ شود کہ این قاعدہ مخصوص است در اسلوب قرآن نہ در غیر آن ، چنانچہ دلالت برآن حدیث سرور عالمیان علیہ الصلوٰۃ والسلام من الرحمٰن "اللھم انا نسئلک من خیر ھذا الریح [۱۳]" کہ ریح دریں حدیث مفرد است و با وجود آن مستعمل در خیر"

۲۔ "حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ"

یہ قصیدہ کے شعر ۱۴۹ کا پہلا مصرع ہے اس میں کلمہ "حاشا" کی شرح ملاحظہ ہو۔ "حاشا دریں جا فعل است۔ از حشا بمعنی ناحیہ ای جعلہ اللہ فی ناحیۃ عن ان یحرم ویقال حاشاک وحاشالک بمعنی ای جانبک یا کلمہ تنزیہ است کما فی "حاش للہ" [؟] بلا الف بمعنی پاکیست خدای تعالیٰ۔ وقرأ ابن مسعود حاش للہ بدون اللام ویقال حاشاک اللہ ای معاذ اللہ وحاشا کلمۃ یستثنی بھا وقد یکون فعلاً فان جعلتھا فعلا نصبت بھا وان جعلتھا حرفا خفضت بھا وقال سیبویہ حاشا لا یکون الا حرف جر لانھا لو کانت فعلاً لجاز ان یکون صلۃ لکلمۃ ما مثل ما خلا وما عدا فلما امتنعت ان یقال ما حاشا ، فظھر انھا لیست بفعل وقال المبرد حاشا قد یکون فعلا ، واستدل بانہ یقال حاشا لزید وحرف الجر لا یجوز ان یدخل علی حرف الجر"

۳۔ "محمد سید الکونین والثقلین"

یہ قصیدہ کے شعر ۳۴ کا پہلا مصرع ہے اس میں لفظ "محمد" کی نسبت شارح نے بہت لمبی شرح اور تفصیل درج کی ہے چنانچہ اس کا کچھ حصہ ملاحظہ ہو"

"در مصباح الہدایہ" مرویست کہ عقل جمیع خلائق بہ نسبت عقل محمد مانند رملہ ایست و عین الفضات در تمہیدات روایۃ میکنند کہ حق تعالیٰ در عقل ہزار جزو آفریدہ نہصد و نود و نہ جزو محمد صلی اللہ علیہ وسلم و یک جزو بجمیع خلائق مقسوم گشتہ و نیز در جواہر الاسرار مذکور است کہ آن حضرت علم را سہ نامی است۔ ازلی پیش از جسد و آن احمد است و نامی است دنیوی در جسد و آن محمد است و نامی است ابدی و آن محمود است و در شفای قاضی عیاض مذکور است

---

۱۲ الذاریات: ۵۱ ۱۳ حوالہ دستیاب نہ ہو سکا ۱۴ یوسف: ۳۱

دبایں نام ہیچکس از عرب و عجم پیش از آنحضرت مسمی نشد وحق تعالی این نام را برائے آنحضرت نگہداشت مگر پیش از میلادان حضرت چوں شائع شد کہ پیغمبر آخرالزمان درین نزدیکی متولد میشود کہ نام او محمد خواہد بود بایں سبب بعض از مردم نام فرزندان خود محمد.... کہ شاید ایند دولت بیکی از آنہا نصیب گردد و این کلام دلالت دارد کہ این تسمیہ از جناب الٰہی است"۔

شرح کی امثلہ کے بعد اب حاشیہ کے متعلق عرض ہے کہ محشی نے اس پر شیخ جمال الدین کی فارسی شرح قصیدہ بردہ سے حاشیہ آرائی کی ہے، اور حاشیہ کے آخر پر اس بات کی انہوں نے تصریح کر دی ہے۔ اور یہ حاشیہ آرائی ۹۳۶ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ جب کہ اس نسخہ کی کتابت ۹۳۵ھ میں مکمل ہوئی اور آخر پر جس کاتب کا نام درج ہے، وہ شیخ احمد ہیں جنہوں نے یہ نسخہ اپنے پیرو مرشد غلام احمد کے لیے لکھا تھا۔ شارح کے احوال زندگی کوشش بسیار کے بعد مل نہیں سکے۔ کیونکہ سوائے نام کے اور کسی چیز کا اتہ پتہ نہیں۔ شاید بعد میں مل بھی جائیں تو عین ممکن ہے۔

تعلیق واقعی شارح نے شرح کا حق ادا کر دیا۔ اور یہ شرح شرح بے مثال ہے، شارحؒ فارسی اور عربی دونوں زبانوں پر کامل دسترس رکھتے ہیں، ان کی قابلیت کا اندازہ اس شرح اور اس کی صرفی نحوی اور لغوی تحقیقات سے پتہ چلتا ہے، جہاں ان کی فارسی تحریر میں پختگی ہے وہاں ان کی عربی تحریر بھی ایسے جیسا کہ ان کی مادری زبان، فارسی تحریر ہے اور عربی عبارات کو ایسے پرو دیتے ہیں، جس سے زبان کی سلاست میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔ اس کا اندازہ مذکور بالا امثلہ سے کیا جا سکتا ہے۔ اگر شارح کے احوال شخصیہ کا پتہ چل جاتا تو بہت سے مزید حقائق سامنے آجاتے، اس صورت کے پیش نظر قیاس آرائی سے ہی کام لینا پڑتا ہے، جس کے بغیر محقق کا کوئی اور چارہ نہیں، شارح کی تحریر اور اس کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح فارسی الاصل ہیں، اور یہ شرح بھی فارسی بولنے والوں کے لیے تحریر کی جس میں عربی زبان کی آمیزش کا سہارا لیا۔

شارحؒ کی نحوی مسائل پر مکمل دسترس معلوم ہوتی ہے۔ اس کا علم شرح کے مطالعہ سے ہوتا ہے، جیسا کہ مثال نمبر ۲ میں صرف ایک کلمہ "حاشا" پر اخفش کی رائے اور اس کا مکمل وافی و شافی تبصرہ درج ہے اور یہی حال صرفی مسائل کا ہے۔ وہاں صیغوں کی بناوٹ اس میں کسی قسم کا اعتدال وغیرہ اس سب کی تفصیل بیان کرنے کی شارحؒ کی عادت ہے۔

قرآن کریم مسلمانوں کی مہتمم بالشان کتاب ہے۔ اور اس کی آیات کا برمحل استعمال کرنا اور اس سے مسائل کا استنباط کرنا یہ تبحر علمی کی نشانی ہے۔ شارحؒ نے ہر آیت کا برمحل استعمال کر کے اپنی علمی وقعت کو بڑھایا اور

اہمیت کا ثبوت رہا ہے ۔ احادیث نبویہ علیہ السلام مسلمانوں کا علمی ذخیرہ ، احادیث سے تعلق ایمان کی علامت ہے ، اور اس پر عبور والہانہ عشق مصطفوی کی دلیل ہے ۔ شارحؒ نے احادیث نبویہ ﷺ کو قرآنی آیات کے ساتھ ساتھ ایک دریا بہا دیا ہے ۔ اگر سب آیات اور سب احادیث کو یکجا فہرست پر مرتب کیا جائے ۔ تو کئی صفحات درکار ہوں ۔ شرح کے مطالعہ سے جہاں قاری کو صرف ، نحو ، لغت کا استفادہ ہو گا وہاں قرآنی آیت اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بیش قیمت خزانہ اس کے ہاں جمع ہو جائے گا ۔ جس سے اس کی علمی دولت کی حدود پہلے سے زیادہ بڑھ جائیں گی ۔

شارحؒ کے پاس صرف واجبی علم ہی نہیں بلکہ ہر فن میں لکھی گئی اہم مراجع ان کے ذہنی کمپیوٹر کے خانوں میں محفوظ ہیں بٹن دبایا تو کھل کر سامنے آ گئے ۔ تیسری مثال میں جن کتب کا ذکر کیا ہے ۔ وہ تو ہمارے سامنے ہیں ان کے علاوہ باقی اشعار کی شرح میں جو دوسری کتب ذکر ہوئی ہیں ان کو جب محقق حروف تہجی کی صورت میں مرتب کرے ، تو ان کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچے گی ، اور محقق کی وسعت علمی میں بے پناہ اضافہ ہو گا ۔

مشہور متداول شروح کا جب اس شرح سے تقابل کیا جائے تو وہ اس کے پاسنگ نہیں ۔ بعض شروح قصیدہ بردہ " کی وجہ تسمیہ یہ بتاتی ہیں کہ ناظمؒ کو فالج کی تکلیف ہوئی جس پر انہوں نے یہ قصیدہ لکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک چادر اس کے صلہ میں عنایت فرمائی ۔ جس سے اس کا نام بردہ پڑ گیا ۔ جب کہ شرح ہذا میں شارحؒ نے اس قصیدہ کے ساتھ ناظمؒ کے اور قصائد کا بھی ذکر کیا ہے ۔ کہ جب ان قصائد سے انہیں اس فالج کی بیماری سے افاقہ نہ ہوا تو پھر یہ قصیدہ نظم کیا ۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں زیارت نصیب ہوئی ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ناظمؒ کے جسم پر پھیرا جس سے انہیں شفا مل گئی ۔ اور پھر آپ نے چادر ڈال دی ، اس میں اس چادر کا ذکر ہے جو عام طور پہ انسان لے کر سوتا ہے ۔ شارحؒ فرماتے ہیں ، کہ اس چادر سے مراد حیات جاودانی مراد ہے ، ملاحظہ ہو ۔

" درحقیقت آن بردیمانی حیات جاودانی بود "[15]

بردیمانی وہ دھاری دار چادر مبارک تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن زبیرؓ کو ان کے قصیدے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور انعام دی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اوڑھے ہوئے تھے بعد میں یہ چادر حضرت امیر معاویہؓ نے ان کے بیٹے سے خرید لی تھی[16] ...... بردہ یمانی ایک ہی

---

[15] شرح بے مثال قصیدہ بردہ ص ۲ ۔

[16] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص ۲۷۸

چادر تھی جو کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو مل گئی، تو اس لحاظ سے شارح کا بُردہ یمانی سے حیات جاودانی مراد لینا درست اور قرین قیاس ہے

بعض شارحین نے قصیدہ بانت سعاد یعنی کعب بن زھیر کے قصیدے کو قصیدہ بُردہ کہا ہے، جس سے شارح کے خیال کی مزید تائید ہوتی ہے [۱۷] اور بعض نے اس کی وجہ تسمیہ میں یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ لفظ بردہ نہیں بلکہ "بُرْءَۃ" اس سے بگڑ کر بردۃ بن گیا ہے۔ اور بُرءۃ بمعنی "شفا" کہ ناظم کو اس سے اپنی مرض سے شفاء مل گئی [۱۸] اس روایت سے بھی اس سابقہ بات کو تقویت ملتی ہے کہ دراصل قصیدہ بردہ وہی ہے جو کہ بانت سعاد کے نام سے مشہور ہے۔ اور بوصیری کا یہ قصیدہ "الکواکب الدریۃ" ہے۔ جو کہ عرف عام میں بردہ کے نام سے مشہور ہے۔

شارح نے اس قصیدہ کا اصلی نام درج نہیں کیا، بلکہ عرف عام میں جو نام تھا اسی پر کفایت کی ہے۔ تاکہ قاری کسی مخمصے کا شکار نہ ہو جائے۔ اگر اس کو اصل نام کی ضرورت ہوئی تو خود تلاش کرے گا، لیکن تحقیقی اصول کے مدنظر عرف عام میں مشہور نام کے ساتھ اصل نام کا ذکر ضروری امر تھا جو کہ شارح سے نظر انداز ہو گیا۔ شارح کی ساری توجہ اس کی شرح پر مرکوز رہی اور اس میں وہ کامیاب و کامران نظر آتے ہیں۔

شارح نے اشعار کو مختلف ابواب میں تقسیم نہیں کیا جیسا کہ بعض شراح نے کیا ہے اس کی وجہ ناظم کی پیروی اور اتباع ہے، کہ اصل میں قصیدہ مختلف ابواب اور حصوں میں منقسم نہیں، یہ بعد کے شارحین کی ذاتی اختراع ہے۔ ناظم نے اس کو عربی شعراء بالخصوص دور جاہلیت کے شعراء کے قصائد کی طرز پر لکھا ہے۔ اس کا ابتدائی شعر اور اس کی ترکیب اس بات کی علامت اور گواہی ہے چنانچہ سبعہ معلقہ کے تمام شعراء کے قصائد تشبیب سے شروع ہیں، ناظم نے اس کو اپنایا، اس قصیدہ کو اگر ان پر منطبق کہا جائے تو زہیر بن ابی سلمیٰ کے قصیدے یعنی معلقہ کے قریب قریب جا پہنچتا ہے۔ جب کہ زھیر کا خود نام بھی بوصیری نے ذکر کر دیا ہے تو سابقہ بات کو مزید تقویت ملتی ہے؛

بہر حال یہ بھی کسی معلقہ سے کم نہیں۔ اس کو بوصیری کا معلقہ یا مذہّب کہنا زیادہ مناسب ہے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔

شارح نے بوصیری کی شاعرانہ خصوصیات کا ذکر نہیں کیا جو کہ انہیں کرنا چاہیئے تھا کہ بیشتر زمانہ ان کا شعراء

---

[۱۷] حسن الجبردہ شرح قصیدہ بردہ اُردو۔ ص ۱۲۔

[۱۸] سابقہ حوالہ ص ۱۷۔

کی خدمت میں گذرا یا بالخصوص ان کے مدحیہ قصائد کا ذکر تو ضرور ہی کر دیتے ، بہرحال یہ ان سے فروگذاشت ہوئی ہے اس قصیدہ کے علاوہ ان کے مشہور قصیدے درج ذیل ہیں۔

۱۔ قصیدہ بانت سعاد کے وزن پر جس کی ابتدا ء ہے۔

اِلیٰ مَتیٰ اَنتَ باللذّاتِ مَشغُولُ
وانت عن کلّ ما قدّمتَ مسئُولُ

۲۔ قصیدہ ہمزیہ جس کی ابتداء ہے۔

کیف ترقی رقیکَ الاَنبیاءُ
یا سَماءُ مَا طَاولتها سَماءُ [19]

۳۔ قصیدہ محمدیہ جس کی ابتداء ہے۔

محمدٌ اَشرفُ الاعراب والعَجَمِ
محمدٌ خیرُ مَن یَمشی علی قدمِ

۴۔ قصیدہ مضریہ جس کی ابتداء ہے۔

یاربّ صلّ علے المختارِ من مضرٍ
والاُنبیاءِ وجمیع الرُسُلِ ما ذکروا [20]

باقی ان سب سے مشہور یہی "بردہ" ہے جیسا کہ خیر الدین الزرکلی نے اعلام میں نقل کیا ہے "اشہر شعرہ البردۃ" [21] اور ابن سید الناس کی تصریح بحوالہ معجم المطبوعات "ھو احسن شعراً من الجزار والوراق" [22] یعنی بوصیری جزار اور وراق سے فن شعر گوئی میں بہت عمدہ اور آگے ہیں ، یہ مزید سونے پر سہاگہ ہے ۔ بہرحال اس شرح پر تحقیقی کام کی ضرورت ہے تاکہ اس کا تمام پہلوؤں سے جائزہ لیا جائے اور یہ شرح مطبوعات کی دنیا میں شرح بے مثال ثابت ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ وعلی آلہ واصحابہٖ اجمعین ومن تبعہ باحسان اِلیٰ یوم الدین۔

---

[19] المعلم بطرس بستانی دائرہ معارف ص ۶۹۴ - ۶۹۵ ج ۵ -

[20] حسن الجردہ شرح قصیدہ بردہ (اردو) ص ۱۲ - [21] الاعلام ج ۷ - ۸ ص ۱۱ -

[22] معجم المطبوعات یوسف الیاس سرکیس ص - ۶۰۴